ڈاکٹر سید ظفر الحسن مرحوم

وجودِ خارجی

(آخری قسط)

یہ مذہب وجودیات جوہری کی ایک غامض صورت ہے، بلکہ مذہب وجود خارجی پر اس کے اعتراضات بھی حقیقتاً وہی ہیں جو دیگر مذاہب ذہنی کے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ ہر نسبت یا اضافت شے کی حقیقت میں داخل ہے اور کیا یہ صحیح ہے کہ ادراک یا علم ایک نسبت یا اضافت ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ایک بات ظاہر ہوگئی کہ یہ مذہب ادراک یا علم کو ایک اضافت مادی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اشیاء مادی ہی کی اضافتیں اُن کی حقیقت میں داخل ہوا کرتی ہیں۔ مگر ادراک یا علم تو مادی اضافت نہیں ہے مگر ادراک یا علم تو ٹھیک ٹھیک ایسی اضافت ہے جو شے (معلوم) کی حقیقت میں داخل نہیں۔ کیا فکر وعمل کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ معقولات یعنی کلیات کی حقیقت میں داخل ہے اور اُن کے وجود میں مؤثر ہے؟ ہرگز نہیں۔ حاسہ اور مفکرہ دونوں قسمیں ہیں علم کی۔ پس اُن میں سے کوئی بھی محسوس یا مفکور کی حقیقت میں داخل اور اس کی جزوی علت نہیں ہوتا۔ علم ایسی شے نہیں کہ اسے ایک قسم کی مادی اضافت سمجھا جائے۔ وہ تو اپنی ہی نوعیت کی ایک چیز ہے۔ بلکہ حق تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود اضافت ایک مادی تصور ہے اور علم سرے سے اضافت ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اضافت کے لئے تو ضروری ہے کہ دو حدیں ہوں اور وہ اتصاف سے پہلے موجود ہوں، ورنہ اضافت پیدا نہ ہوگی۔ ہمارا سارا تجربہ اس امر کا شاہد ہے کہ اضافت کی دونوں حدیں اضافت کے وجود سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی موجود ہوتی ہیں۔ خواہ اضافت کے وجود وعدم سے ان میں کوئی تغیر ہو یا نہ ہو۔ مگر علم کی حالت یہ ہے کہ اولاً تو اس میں ہم ایک ہی حد پاتے ہیں، یعنی معروض یا معلوم اس حد کے ساتھ اس کا علم ہوتا ہے، مگر ہم دوسری حد کا وجود نہیں پاتے۔ ثانیاً، اگر دوسری حد ہو بھی، جس کا ادراک صرف تفکر کے ذریعہ سے ہوتا ہو تو وہ ایک ایسی حد ہے جو نہ اضافت سے قبل موجود ہوتی ہے اور نہ اس کے بعد شعور یا وقوف یا علم (یعنی اضافت) کے معدوم ہونے پر وہ بھی معدوم ہو جاتی ہے۔

مگر جب فلسفہ وجودیات جوہری اور تصوّرات مادی یعنی جوہر و عرض وغیرہ سے گذر جاتا ہے اور یہ جان لیتا ہے کہ کائنات کی حقیقت جوہر و عرض نہیں اور معلوم عالم کا عرض نہیں، بلکہ عالم یا ناظر اپنی نوعیت کی ایک نئی چیز ہے اور علم کی صورت از خود روی کی ہے، اس وقت اس کے اور مذہب وجود خارجی کے مابین حقیقت میں کوئی نزاع باقی نہیں رہتی۔ ہیگل کا مذہب اسی قسم میں داخل ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وجود خارجی کا اقرار ہیگل کے سارے فلسفہ کی بنیاد ہے۔ بغیر اس اقرار کے ہیگل کا اصول کہ مناقضہ اصل ہے تکوین عالم کی قائم نہیں رہ سکتا۔ مگر اب یہ ہوتا ہے کہ مذہبی خیالات فلسفہ میں داخل ہو کر خرابی ڈالتے ہیں۔ ہیگل کی نظر ہمیشہ مذہب یعنی مذہب عیسوی پر رہتی ہے۔ اس کے نزدیک حق مذہب کے اندر ہے اور فلسفہ کا کام یہ ہے کہ جو بات مذہب نے تمثیل و استعارہ میں کہی ہے اسی کو عقلیات کی واضح اور صحیح زبان میں بیان کرے۔ پس حقیقتِ حقہ تو وہ ہے جسے مذہب حضرت عیسیٰ کی الوہیت سے تعبیر کرتا ہے۔ اس حقیقت کو جب فلسفہ کی زبان میں بیان کیجئے تو وہ انسان اور خدا کی عینیت ہو جاتی ہے۔ کانٹ کے انانئے ورائی اور نظریہ تخلیق نے ہیگل کے لئے وہ سامان مہیا کر دیا تھا جس کی بدولت جملہ کائنات کو انسان کے اندر داخل کر دیا جائے اور انسان کو خدا کا عین بنا دیا جائے۔ پس ہیگل نے اس پر اپنے فلسفہ کی بنیاد رکھ دی۔

جو چیز ہیگل کے فلسفہ کو خاص طور پر دشوار بناتی ہے وہ یہی عینیت ہے خدا اور انسان کی۔ اس کے فلسفہ کو شروع کیجئے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا ابتدا ہے عالم کی اور اس کے نظام اور واقعات پر اپنی مرضی اور ارادے کے مطابق حاکم اور متصرّف ہے۔ یعنی ہیگل توحید یا روحانی وحدۃ الوجود کی تلقین کر رہا ہے۔ آخر پر پہنچئے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا انتہا ہے، اس کا وجود عالم کے آغاز میں نہ تھا، بلکہ اب ظہور پذیر ہوا ہے۔ یعنی ہیگل کی تعلیم توحید نہیں بلکہ خدا کا انکار اور ارتقائیت ہے۔ اس تزلزل (کبھی یہ، کبھی وہ) کا سبب ڈھونڈو تو مذہب میں ملے گا۔ یعنی کبھی تو اس کی نگاہ خدا اور انسان کے فرق پر ہے اور کبھی عینیت پر۔

ہیگل کے جملہ متبعین پر اس مذہبی عقیدہ کا اثر پڑا ہے۔ خدا اور انسان کی عینیت میں گنجائش ہے کہ زور انسان پر دیا جائے یا خدا پر۔ جب انسان پر زور دو گے تو فلسفہ سریان پیدا ہو گا۔ یعنی انسان ہی انسان رہ جائے گا اور خدا غیر از انسان کوئی وجود نہ رکھے گا۔ کروشے اور مکٹیگارٹ کا فلسفہ وجودیات یہی ہے۔ مگر جب خدا پر زور دو گے تو خدا ہی خدا رہ جائے گا۔ وجود حقیقی اسی کو ہو گا اور انسان کی حیثیت ایک عرض کی رہ جائے گی۔ جس کا وجود اضافی ہے۔ یہ بریڈلے اور بوزنکیٹ کی وجودیات ہے۔ اسی عقیدہ کا اثر یہ بھی ہے کہ متبعین ہیگل

علمیات میں ڈانواں ڈول ہیں۔ کبھی وہ مذہب ذہنی کی طرف جھکتے ہیں اور کبھی مذہب وجود خارجی کی طرف، کیونکہ اگر انسان حقیقت اولیٰ ہے تو وجودِ اشیاء کا انحصار اس پر ہے اور یہی مذہب ذہنی ہے لیکن اگر خدا حقیقت اولیٰ ہے تو وجودِ اشیاء کا انحصار انسان پر نہیں بلکہ خدا پر ہے اور یہ مذہب وجود خارجی ہوا۔ یعنی یہی عقیدہ سبب ہے اس کا کہ ہیگل کے متبعین برکلے کے فلسفہ ذہنی سے بھی صاف صاف انکار نہیں کرتے اور اپنے تئیں اشیا کو وجود فی الخارج ماننے والوں میں بھی گنتے ہیں۔

اب ہم مذہب وجود خارجی پر مثبت اور منفی، ایجابی اور سلبی دونوں پہلوؤں سے نظر ڈال چکے ہم نے دیکھ لیا کہ انسان کا شعور عامہ اس قدر صراحت کے ساتھ اس کا اثبات کرتا ہے کہ شاید کسی اور بات کا کرتا ہو۔ نیز یہ بھی دیکھ لیا کہ یہ مذہب تناقض سے پاک ہے اور اس کے خلاف ایک ہی معقول اعتراض ہے، یعنی محسوسات کا اضافی ہونا، لیکن یہ مذہب اس اعتراض کا شافی مسکت جواب دیتا ہے، باقی سارے اعتراضات بے محل ہیں۔ ان کو واقعات اور تجربہ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ وجودیات جوہری کے نتائج ہیں۔

(اب ہم اس مذہب کی تاریخ پر نظر ڈالیں گے اور فلاسفہ یورپ میں اس کے خاص خاص قائلین کے مذہب پیش کرکے یہ دکھائیں گے کہ یہ مذہب کیونکر قدم بقدم آگے بڑھا ہے۔)

قرآن حکیم کی تلاوت ـــــ باعث اجر و ثواب
قرآن حکیم میں تفکر و تدبر ـــــ موجب فوز و فلاح
قرآن حکیم کی تبلیغ ـــــ شہادت حق و رسالت
قرآن حکیم کی اشاعت ـــــ اعلائے کلمۃ اللہ
قرآن حکیم کی تعلیم و تدریس ـــــ فروغ اتحادِ ملی

ماہنامہ حکمت قرآن، لاہور

سالانہ چندہ :- تین روپے (3/=)
خود مطالعہ فرمائیے۔ عزیزوں دوستوں کو تحفۃً جاری کروائیے
نمونے کا پرچہ مفت طلب کیجیے

سیکرٹری قرآن حکیم فاؤنڈیشن
آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس
۷۔ فرینڈز کالونی، ملتان روڈ لاہور